OPEN ACCESS
Al-Qālam القلم
P-ISSN: 2071-8683; E-ISSN: 2707-0077
Volume 28, Issue, 1, 2023
http://alqalamjournalpu.com/

تحریکی سیرتی ادب اور معجزات نبویہ ﷺ کی تعبیرات۔اختصاصی مطالعہ

The movemental Seerat literature and interpretations of the Holy Prophet's PBUH miracles, a special study

Hafiz Muhammad Hassaan Saeed

Phd Scholar, Sheikh Zayed Islamic Centre. University of the Punjab, Lahore, Pakistan

Dr. Ishtiaq Ahmed Gondal

Associate Professor, Sheikh Zayed Islamic Centre. University of the Punjab, Lahore, Pakistan

Abstract

KEYWORDS:

Sub-Continent, Islamic Movements, Seera'ah Writing, Movemental Seerat Literature. Miracles of the Holy Prophet (SAW), Ascension, "Shaq al-Qamar" (the splitting of the moon into two pieces).

Date of Publication: 30-06-2023

In the twentieth century, with the spirit of regaining exaltation in the present world, many Islamic movements came into existence, i.e., Ikhwān al-Muslimīn (Muslim brotherhood) from Egypt, Ripha Party from Turkey, Nazha-tul-Islam from Tunisia, the Intifada movement from Palestine and Jammat-a-Islami from the Sub-continent, etc. These movements differed from previous Islamic movements in terms of nature, structure, procedure, and strategy. Therefore, the founding fathers and chosen members of these movements—for the purposes of training their workers and spreading their ideologies among the masses—wrote about all topics of Islam, especially Seerat-un-Nabi (PBUH), from a modern perspective. As Seerat-un-Nabi (PBUH) was interpreted from a modern point of view in this struggle, this is named "Movemental Seerat Literature". In this article, in addition to describing the general attitude towards the "Miracles of the Prophet" in the subcontinent's Movemental Seerat Literature, the two frequent and well-known miracles of the Prophet (SAW), "Journey to the Ascension" and "Shaq al-Qamar" (split into two parts of the moon), have also been specifically studied.

تمہید:

اللہ تعالیٰ نے سابقہ انبیاء علیہم السلام کی طرح نبی اکرم ﷺ کو بھی نبوت و رسالت کی تصدیق و تائید کے لیے بہت سے معجزات عطا کیے جیسے ام معبد کی لاغر بکری کا رسول اللہ ﷺ کی برکت سے دودھ دینا، چاند کے دو ٹکڑے ہو جانا، معراج کا سفر، غزوۂ خندق کے دوران بہ ظاہر دس آدمیوں کے کھانے کو تین ہزار افراد کا کھالینا، غزوۂ خیبر کے موقع پر حضرت علیؓ کی آنکھ میں اپنے لعاب مبارک کو ڈالنا اور حضرت علیؓ کا فوری صحت یاب ہو جانا،، غزوۂ تبوک کے موقع پر چشمے میں پانی کا بڑھ جانا، فتح مکہ سے پہلے پانی کے مشکیزوں میں ہاتھ ڈالنے کی برکت سے اتنا پانی نکلنا کہ چالیس لوگ اس سے سیر اب ہوئے، ایک صاع کھانے سے ایک سو تیس لوگوں کا کھانا کھالینا، تھوڑے سے آٹے سے 80(اسی) آدمیوں کی روٹیوں کا پک جانا اوران جیسے دیگر معجزات سے مومنین اور سلیم الفطرت لوگوں کے دلوں میں حضور اکرم ﷺ کی قدر و منزلت اور عظمت میں اضافہ ہوا۔

معجزات رسول ﷺ کی اہمیت سیرت نبوی ﷺ کا اہم گوشہ ہونے کی وجہ سے ابتدا ہی سے مسلمہ ہے۔ ابتدائی دور کے محدثین نے ان معجزات کو مختلف عنوانات کے تحت اپنی کتب میں جمع کیا ہے۔مثلاً باب علامات النبوة،باب علامات النبوة فی الاسلام،باب فی معجزات النبی ﷺ،باب فی المعجزات،باب فی آیات اثبات النبی ﷺ وغیرہ۔[1] اسی طرح ہر دور کے ارباب سیرت نے ان معجزات کی جمع و تدوین، ترتیب و تہذیب اور تشریح و توضیح مختلف عنوانات جیسے اعلام النبوة،دلائل النبوة،خصائص النبوة،شواہد النبوة اور معجزات النبی ﷺ وغیرہ کے تحت کر کے ایک عظیم الشان ذخیرۂ کتب مرتب کیا ہے۔امت کی حضور اکرم ﷺ سے محبت اور عقیدت کی وجہ سے معجزات رسول ﷺ سے متعلقہ مباحث اور مواد نہ صرف آج بھی ایک زندہ موضوع ہے بلکہ جدید تحقیقات معجزات کی تصدیق کر رہی ہیں اور عقل ان کی عظمت کے آگے عاجز و درماندہ ہو کر سرنگوں ہے۔جدید فلسفہ و مابعد الطبعیات، سائنس اور عقلیت پرست ذہنیت جو کل معجزات کو محال، مستبعد، خلاف عقل اور ناممکن تصور کرتی تھی آج تصدیق کرنے پر مجبور ہے اور ایک مفکر کے الفاظ میں تیزی سے ترقی کرتی سائنس و ٹیکنالوجی سائنسدانوں سے رخ پھیر کر دربار نبوت ﷺ میں خشوع و خضوع سے کھڑے کہہ رہی ہے: یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے بالکل بجا فرمایا۔[2]

بیسویں صدی میں خلافت جیسے مرکزی ادارے کے خاتمے کے بعد دنیا بھر میں بالعموم اور برصغیر میں بالخصوص اللہ تعالیٰ نے ایسے جہاندیدہ لوگ پیدا کیے جنھوں نے اپنی اپنی مخصوص فکر کے مطابق مختلف اسلامی تحاریک کی بنیاد رکھی اور اقوام عالم میں دوبارہ عروج حاصل کرنے کے لیے اپنی اپنی توانائیوں کو صرف کرنے لگے۔ان اسلامی تحریکوں کے اکابرین اور چیدہ چیدہ رہنماوں نے کارکنان کی تربیت کے لیے

اور عوام الناس میں اپنی فکر کی ترویج کے لیے دین اسلام کے تمام موضوعات بالخصوص نبی کریم ﷺ کی سیرت پاک پر ایک نئی جہت سے قلم اٹھایا۔ سیرت پر اس مخصوص جہت سے لکھی گئی کتب کو "تحریکی سیرتی ادب" کا نام دیا گیا ہے۔

مقالہ ہذا میں معجزات رسول ﷺ کے بارے برصغیر کے تحریکی سیرتی ادب کے عمومی مزاج کو معلوم کرنے کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے دو متواتر اور معروف معجزات "سفر معراج" اور "شق القمر" (چاند کا دو ٹکڑے میں تقسیم ہونا) کے بارے اس ادب سیرت کا اختصاصی مطالعہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

معجزات رسول ﷺ کے بارے تحریکی سیرتی ادب کا عمومی رویہ

تحریکی سیرتی ادب کے مصنفین روایتی سیرت نگاروں سے اس بات پر شکوہ کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تمام مسلمانوں کے لیے ایک نمونے کی حیثیت رکھتے ہیں، لیکن ایک فوق الانسانی تصور دے کر ہم نے انھیں ایک ناقابل تقلید قرار دے دیا ہے۔ جیسا کہ نعیم صدیقی لکھتے ہیں:

"سیرت نبوی ﷺ کو اگر تم معجزہ بنادوگے اور اگر اسے فوق االانسانی کارنامے کارنگ دے دوگے تو پھر مٹی کے بنے ہوئے انسانوں کے لیے اس میں نمونہ کیا رہے گا۔ ایسی ہستی کے سامنے ہم مرعوب اور حیرت زدہ تو ہو سکتے ہیں، اس کا کوئی ایک لفظ اپنے اندر جذب نہیں کرسکتے۔ اس سے ہم عقیدت تو رکھ سکتے ہیں، اس کا اتباع نہیں کرسکتے۔۔۔۔"[3]

ماہر القادری بھی "محسن انسانیت" کی تقریظ میں یہی رائے رکھتے ہیں کہ اگر ہم رسول اللہ ﷺ کی سیرت کو معجزات اور کشف و کرامت کے بغیر پڑھیں گے تو ہمارے سامنے رسول اللہ ﷺ کی زندگی ایک دلکش محبوب کی صورت میں سامنے آئے گی۔ لکھتے ہیں:

"سیرت نگاری کا ایک وہ ذوق اور عقیدت کا وہ جوش کہ رسول اللہ ﷺ کو "مافوق الانسان" کی حیثیت سے پیش کیا جائے۔ جہاں سارا کام خرقِ عادت اور معجزوں کے زور سے چلتا ہو، اور زندگی کا یہ رنگ دیکھ کر آدمی اطاعت کی ہمت نہ کرسکے۔۔۔۔ اور اس "انسان کامل" کی پاک سیرت کے خط و خال پڑھنے والوں کے سامنے آئیں۔ جسکی اتباع و اطاعت "کشف و کرامت" کے بغیر کی جاسکتی ہے۔ اور جس کی مقدس زندگی دہشت ناک نہیں بلکہ دلکش محبوب ہے!۔۔۔۔ رسول اللہ ﷺ "خرقِ عادت" کے لیے نہیں، بلکہ انسانی عادات کو مربوط اور متوازن بنانے کے لیے دنیا میں تشریف لائے تھے، جس کا بہترین اور کامل ترین نمونہ خود حضور ﷺ کی زندگی تھی!"[4]

اسلامی تحریکات کے مقاصد میں اولین مقصد عصر حاضر میں "اسلامی انقلاب" کو برپا کرنا ہے۔ اس لیے انہوں نے اپنے کارکنان کی تربیت کے لیے رسول اللہ ﷺ کی سیرت کو بیان کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ کی انسانی جدوجہد کو نمایاں کیاہے اور اس بات کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے کہ "انقلاب نبوی ﷺ" میں معجزوں کا دخل بہت کم ہے کیوں کہ یہ عظیم انقلاب زمین پر قدم بقدم

محنت، کوشش، کشمکش، ایثار، قربانی، صبر و مصابرت اور اور دیگر مصائب کو جھیل کر انجام کو پایا ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمد لکھتے ہیں:

" انقلاب نبوی ﷺ کے ضمن میں ایک حقیقت پیش نظر رہنی ضروری ہے کہ سیرت مطہرہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کا اہم نکتہ یہ ہے کہ اس میں معجزوں کا دخل بہت کم نظر آتا ہے۔ سیرت مبارکہ کا بغور مطالعہ کرنے سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح نظر آئے گی کہ حضور ﷺ کے منہج عمل میں انسانی جدوجہد (Human efforts) محنت، کوشش، کشاکش، کشمکش، ایثار و قربانی، صبر و مصابرت اور جہاد و استقامت کے عناصر غالب نظر آئیں گے۔ سچ تو یہ ہے کہ یہ سارا عمل زمین پر قدم بقدم چل کر مصائب و شدائد جھیل کر، قربانیاں دے کر انجام دیا گیا ہے۔ انقلاب محمدی ﷺ کا یہ سارا راستہ اور فاصلہ انسانی سطح پر ان تمام مرحلوں سے گزر کر طے کیا گیا ہے جو ہر انقلابی عمل کے لیے ناگزیر ہوتے ہیں۔ بلاشبہ نبی اکرم ﷺ کے بے شمار حسی معجزات، کرامات اور خرق عادت واقعات ہیں، حضور ﷺ کے دست مبارک سے متعدد بار عظیم ترین برکات کا ظہور ہوا ہے____ لیکن اس انقلابی جدوجہد میں ان کا کتنا کچھ دخل ہے، اس اعتبار سے کبھی سوچیں اور اس نقطہ نظر سے سیرت مطہرہ کا مطالعہ کریں تو معلوم ہو گا کہ درحقیقت اس میں غالب ترین عنصر انسانی سطح کی جدوجہد کا ہے، جس میں مشکلات ہیں، مصائب ہیں، جور و ستم ہے، تعدی و ظلم ہے، شدائد ہیں۔ خود محبوب رب العالمین کے لیے قید و بند اور معاشی مقاطعہ ہے، رحمۃ للعالمین ﷺ پر پتھروں کی بارش ہے، جس سے جسم اطہر سے اتنا خون بہا ہے کہ نعلین مبارک پیروں میں جم گئے ہیں۔ زخموں سے چور اور نڈھال ہو کر آپ ﷺ طائف کی گلیوں میں کئی بار گرے ہیں اور یہ ظالموں نے بغلوں میں ہاتھ ڈال کر پھر کھڑا کر دیا ہے اور چلنے پر مجبور کیا ہے۔ یہ سب کچھ خود محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوا ہے، لیکن نہ دشمنوں کے ہاتھ شل ہوئے اور نہ وہ زمین میں دھنسائے گئے۔"[5]

ڈاکٹر اسرار احمد ایک دوسری جگہ پر نبی کریم ﷺ کے لائے ہوئے انقلاب کو تاریخ انسانی کا ایک عظیم انقلاب قرار دیتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کے لائے ہوئے انقلاب میں معجزوں کا عمل نہ ہونے کے برابر ہے۔

" حضور ﷺ نے تاریخ انسانی کا جو عظیم ترین انقلاب برپا کیا وہ محض انسانی محنت، مشقت، ایثار و قربانی، صبر و مصابرت، استقامت و مقاومت کی بنیاد پر برپا کیا۔ اس میں معجزوں کا عمل دخل نہ ہونے کے برابر ہے۔ یہ نہیں ہوا کہ بھوک لگی ہو تو اللہ نے من و سلوی اتار دیا ہو۔ جب پیاس لگی تو اس نے ایک چٹان سے بارہ چشمے جاری کر دیے ہوں۔ سمندر سامنے آیا تو باذن الٰہی اسے ایک عصا کی ضرب سے پھاڑ دیا گیا ہو۔۔۔۔۔۔ آپ ﷺ نے ۲۳ سال کے قلیل عرصے میں خالصتاً انسانی بنیادوں پر تاریخ انسانی کا عظیم ترین انقلاب برپا فرمایا۔ اس راہ میں آپ ﷺ کو سخت ترین صعوبتوں سے گزرنا پڑا۔ حضور ﷺ خود فرماتے ہیں کہ وہ تکلیفیں جو تمام انبیاء و رسل کو اٹھانی پڑی ہیں، وہ ساری میں نے تنہا اٹھائیں۔ غور کیجیے، طائف کے دن آپ ﷺ کے ساتھ کیا ہو؟ شعب ابی طالب میں

آپ ﷺ نے کس طور سے بھوک پیاس کے ساتھ تین سال کی قید اور سماجی بائیکاٹ برداشت کیا۔ یہ وہ قید نہیں جو ہمارے ہاں ہوتی ہے۔ ہمیں تو جیل میں قید کے دوران کھانا ملتا ہے، لیکن وہاں تو آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے خاندان کو کھانے کو کچھ نہیں ملتا تھا۔ آپ ﷺ کا ٹوٹل سماجی بائیکاٹ کیا گیا تھا۔ آپ ﷺ کے ساتھ میدان احد میں کیا ہوا؟ خندق کی کھدائی کے دوران آپ ﷺ کی یہ حالت تھی کہ صحابہؓ نے اپنے پیٹوں پر ایک پتھر باندھ رکھا تھا تو آپ ﷺ نے دو پتھر باندھے ہوئے تھے۔"[6]

اس بات کی مزید وضاحت کرتے ہوئے ڈاکٹر اسرار احمد لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دین محمدی ﷺ کو پوری دنیا پر غالب کرنے کے لیے نازل فرمایا اس لیے اگر اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کی اس جدوجہد کو معجزوں کے ساتھ کامیاب فرمانا ہوتا تو پھر یہ معجزات بعد والی امت کے لیے بھی ہونے چاہییں تھے۔ حالاں کہ معجزہ صرف انبیاء ورسل کے ساتھ مختص ہوتا ہے امت کے لیے نہیں ہوتا۔ ہاں اس وقت بھی اللہ تعالیٰ کی غیبی مدد آئی تھی اور اب بھی آئے گی جب ہم نبی کریم ﷺ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دین کو غالب کرنے کی کوشش کریں گے۔[7]

مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ سورۃ الانعام کی آیت وَاِنۡ كَانَ كَبُرَ عَلَيۡكَ اِعۡرَاضُهُمۡ فَاِنِ اسۡتَطَعۡتَ اَنۡ تَبۡتَغِىَ نَفَقًا فِى الۡاَرۡضِ اَوۡ سُلَّمًا فِى السَّمَآءِ فَتَاۡتِيَهُمۡ بِاٰيَةٍ[8][ترجمہ: اور اگر ان لوگوں کی بے اعتنائی آپ پر دشوار ہے تو آپ اگر زمین میں کوئی سرنگ یا آسمان میں کوئی سیڑھی تلاش کرسکتے ہیں تاکہ ان کے پاس (ان کا مطلوبہ) معجزہ لے آئیں (تو لے آئیں)] کی ذیل میں لکھتے ہیں کہ جب حضور ﷺ اپنی قوم کو سمجھا سمجھا کر تھک جاتے اور وہ راہ راست پر نہ آتی تو بسا اوقات حضور اکرم ﷺ کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی کہ کاش اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسی نشانی ظاہر ہو جس سے ان لوگوں کا کفر ٹوٹے اور یہ مجھے اللہ تعالیٰ کا سچا نبی مان لیں تو اللہ تعالیٰ اس آیت میں واضح کر دیتے ہیں کہ اگر میں نے معجزات کے ذریعے ہی یہ فکری و اخلاقی انقلاب برپا کرنا تھا تو یہ انقلاب ہم خود ہی نہ لے آتے۔ لکھتے ہیں:

"آپ ﷺ کی اسی خواہش کا جواب اس آیت میں دیا گیا ہے مطلب یہ ہے کہ بے صبری سے کام نہ لو۔ جس ڈھنگ اور جس ترتیب و تدریج سے ہم اس کام کو چلوا رہے ہیں اسی پر صبر کے ساتھ جاؤ۔ معجزوں سے کام لینا ہوتا تو کیا ہم خود نہ لے سکتے تھے؟ مگر ہم جانتے ہیں کہ جس فکری و اخلاقی انقلاب اور جس مدنیت صالحہ کی تعمیر کے کام پر تم مامور کیے گئے ہو اسے کامیابی کی منزل تک پہنچانے کا صحیح راستہ یہ نہیں ہے تاہم اگر لوگوں کے موجودہ جمود اور ان کے انکار کی سختی پر تم سے صبر نہیں ہوتا اور تمہیں گمان ہے کہ اس جمود کو توڑنے کے لیے کسی محسوس نشانی کا مشاہدہ کرانا ہی ضروری ہے، تو خود زور لگاؤ اور تمہارا کچھ بس چلتا ہو تو زمین میں گھس کر یا آسمان پر چڑھ کر کوئی ایسا معجزہ لانے کی کوشش کرو جسے تم سمجھو کہ یہ بے یقینی کو یقین میں تبدیل کر دینے کے لیے کافی ہوگا مگر ہم سے امید نہ رکھو کہ ہم تمہاری یہ خواہش پوری کریں گے، کیوں کہ ہماری اسکیم میں اس تدبیر کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے۔"[9]

اسی طرح سید اسعد گیلانیؒ بھی اسی بات کے قائل نظر آتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جس طرح محض 23 سال کے قلیل عرصے میں زمین پر پنپنے والے مشکل سے مشکل مسائل کو سلجھایا ان انسانی مسائل کا صرف معجزات کے ذریعے سلجھنا ممکن ہی نہیں تھا۔[10]

نبی کریم ﷺ کا واحد معجزہ قرآن مجید

تحریکی سیرتی ادب میں صرف قرآن مجید کو نبی کریم ﷺ کا واحد معجزہ کہا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ یہ حضور ﷺ کا ایسا معجزہ ہے جس کی تاثیر قیامت تک رہے گی اس کے علاوہ رسول اللہ ﷺ اور سابقہ انبیاکے جتنے بھی معجزات ہیں وہ معجزات ان انبیا کی زندگی تک ہی محدود تھے،اس لیے اب چوں کہ یہ انبیاء اس دنیامیں موجود نہیں ہیں اس لیے یہ معجزات بھی اب باقی موجود نہیں رہے ہیں۔ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے اس بات کی وضاحت ان الفاظ میں کی ہے:

"آپ ﷺ کا اصل معجزہ صرف ایک ہے اور وہ معجزہ قرآن ہے۔جسے ایمان لانا ہے اس قرآن پر ایمان لائے۔جسے ایمان نہیں لانا وہ بڑے سے بڑا معجزہ دیکھ کر بھی نہیں لائے گا۔کیا فرعون معجزہ دیکھ کر ایمان لایا؟ کیا قوم ثمود ایمان لائی؟عیسیٰؑ اللہ کے حکم سے مردہ کو زندہ کرتے تھے،مٹی کا پرندہ بنا کر پھونک مارتے ہیں تو وہ اڑتا ہوا پرندہ بن جاتا ہے،مگر ان معجزات کو دیکھ کر یہودیوں نے ان کی دعوت کو تسلیم کیا۔اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور ﷺ کو جو معجزہ دیا گیا وہ قرآن ہے اور یہ سب سے بڑا معجزہ ہے۔اس لیے کہ باقی سارے معجزے خواہ کتنے ہی بڑے نظر آئیں صرف رسول کی زندگی میں ہی رہے،بعد میں نہیں رہے۔عصائے موسیٰ حضرت موسیٰؑ کے ساتھ خاص تھا۔کہا جاتا ہے وہ لاٹھی اب بھی تابوتِ سکینہ میں موجود ہے جو یہودیوں کے بقول مسجد اقصیٰ کے نیچے تہہ خانوں میں دبا ہوا ہے۔اسی طرح ایک مرتبان بھی ہے،جس میں یہود کے لیے گندم کی شکل میں "من" اترتا تھا۔لیکن ان چیزوں میں اب اثر نہیں۔کیوں کہ اس طرح کے معجزات رسول کی زندگی کے لیے تھے۔آپ ﷺ کو جو معجزہ دیا گیا،اس کی تاثیر تا قیامت رہے گی۔"[11]

اسی طرح مولانا ابو الاعلیٰ مودودیؒ امی ہونے کے باوجود نبی کریم ﷺ پر قرآن مجید کے نزول کو عظیم معجزہ قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"امی ہونے کے باوجود تم پر قرآن جیسی کتاب کا نازل ہونا کیا بجائے خود اتنا بڑا معجزہ نہیں ہے کہ تمہاری رسالت پر یقین لانے کے لیے یہ کافی ہو؟ کیا اس کے بعد بھی کسی اور معجزے کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے؟ دوسرے معجزے تو جنہوں نے دیکھے ان کے لیے وہ معجزے تھے،مگر یہ معجزہ تو ہر وقت تمہارے سامنے ہے،تمھیں آئے دن پڑھ کر سنایا جاتا ہے،تم ہر وقت اسے دیکھ سکتے ہو۔"[12]

بعض تحریکی مصنفین جن میں ڈاکٹر اسرار احمد بھی شامل ہیں ایک دوسری جگہ قرآن مجید کے علاوہ نبی کریم ﷺ کے دیگر معجزات کو "اللہ کی خصوصی مدد" سے تعبیر کرتے ہیں اور اس کی یہ توجیہہ دیتے ہیں کہ

معجزہ آنے کے باوجود اگر کوئی قوم ایمان نہ لائے تو اس کو ہلاک کر دیا جاتا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے تو اس قوم کو آگے بڑھانا تھا۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر اسرار احمد یوں رقم طراز ہیں:

"اس کا ایک خاص سبب تھا؟ وہ یہ کہ معجزہ دکھانے کے بعد قوم کی مہلت ختم ہو جاتی ہے۔ معجزہ دیکھنے کے بعد بھی جو قوم ایمان نہ لائے وہ ہلاک کر دی جاتی ہے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ کو ابھی اس معاملے کو آگے بڑھانا تھا۔ آپ ﷺ نے اظہار دین حق کی جو جدوجہد کی، اس میں یقیناً خرق عادت قسم کے معاملات بھی ہوئے ہیں، اللہ کی خصوصی مدد بھی آئی ہے اور یہ غیر مرئی اور غیر طبعی طور پر بھی آئی ہے، لیکن دعوے سے اور مطالبے پر نہیں آئی۔ جیسے ایک موقع پر کھانا تھوڑے لوگوں کے لیے تھا، بہت سے لوگوں کے لیے اس میں برکت پیدا ہوگئی۔ پانی تھوڑا سا تھا، حضور ﷺ نے اپنا لعاب دہن اس میں ڈالا ہے تو آپ ﷺ کی برکت سے یوں چشمہ پھوٹا کہ سب نے پانی پی لیا۔ یہ طبعی قوانین سے ہٹ کر ماورائی انداز میں مدد ہے۔ اسی طرح میدان بدر میں نصرت کے لیے فرشتے اترے۔ غار ثور میں آپ ﷺ کی حفاظت کے لیے مکڑی نے جالا بنا اور کبوتری نے انڈے دیے اور یوں اللہ نے آپ ﷺ کو دشمنوں سے بچا لیا۔"[13]

سید اسعد گیلانیؒ بھی اسی مؤقف کے حامی دکھائی دیتے ہیں۔ اس لیے کہ سابقہ انبیا کے معجزات آگ کا ٹھنڈا ہونا، لاٹھی کا سانپ بن جانا، دریاؤں کا شق ہونا، غیب سے اونٹنی کا ظاہر ہونا، مردوں کا جی اٹھنا کے بارے لکھتے ہیں کہ یہ حیرت انگیز معجزات اس لیے رونما ہوئے کہ اس کی پشت پر فاطر السموات والارض موجود تھا لیکن نبی کریم ﷺ کے معجزات کو امداد الٰہی قرار دیا ہے:

"لیکن حضور پاک ﷺ تک پہنچتے پہنچتے انسان کے دنیوی شعور اور شعورِ ذات اتنا پختہ ہو گیا تھا کہ اسے صرف دلیل و برہان سے ہی حقیقت تک پہنچنے کا راستہ بتانے کی ضرورت تھی۔ اگرچہ خود حضور ﷺ سے بھی بے شمار معجزات صادر ہوئے، لیکن ان کی حیثیت دلیل نبوت سے زیادہ امداد الٰہی اور اطمینان نبوت کی تھی۔ چوں کہ نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات نے قیامت تک انسان کی رہنمائی و ہدایت کا فریضہ انجام دینا تھا اس لیے ان تعلیمات کی بنیاد دلیل، برہان، مشاہدہ، فطرت اور معجزۂ کردار پر رکھی گئی۔ اس طرح بڑے سے بڑے عقلیت پسند انسان کو بھی عقلی دلائل سے ربانی تعلیمات کا قائل کرنا ممکن بنا دیا گیا۔"[14]

"معجزہ" کا لفظ معروف معنوں سے ہٹ کر بیان ہوا ہے

تحریکی سیرتی ادب میں "معجزہ" کا لفظ معروف معنوں سے ہٹ کر نبی کریم ﷺ کی مادی زندگی کے نمایاں پہلوؤں کو اجاگر کرنے کے لیے استعمال ہوا ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ رسول اللہ ﷺ پر مشرکین مکہ کے مظالم ڈھانے کے باوجود آپ ﷺ کے مشتعل نہ ہونے کو آپ ﷺ کا "معجزہ" قرار دیتے ہوئے یوں رقم طراز ہیں:

"صبر محض کا یہ مرحلہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت مطہرہ میں مسلسل بارہ برس تک جاری رہا۔ اور اس بارہ سال کے عرصہ میں اس بہیمانہ تشدد کی وجہ سے نہ تو کسی نے کمزوری دکھائی، نہ اپنے موقف سے ہٹا اور نہ ہی کسی نے جواباً ہاتھ اٹھایا۔ ان حالات میں عام طور پر لوگ desperate ہو کر مشتعل ہو جاتے ہیں۔ لیکن یہ کمال ہی نہیں معجزہ ہے جناب محمد ﷺ کی تربیت و تزکیہ کا، کہ ایک شخص نے بھی آپ ﷺ کے حکم اور ہدایت کی خلاف ورزی نہیں کی۔ نہ کوئی اپنے موقف سے ہٹا اور نہ ہی کسی نے جواب میں ہاتھ اٹھایا۔ یہ اہم ترین وقت تھا۔ یہی مہلت تھی جسے محمد رسول اللہ ﷺ نے بھرپور طریقے پر استعمال فرمایا۔ حق تو یہ ہے کہ ہمیں سیرت محمدی ﷺ ہی سے پورا فلسفہ انقلاب سیکھنا ہے اور وہیں سے ہمیں اصول اخذ کرنے ہیں۔"[15]

جناب نعیم صدیقی محض دس سال کے اندر اندر عرب جیسے صحرا میں انتہائی وحشی، سر پھرے، جنگجو اور بکھرے ہوئے قبائل کو سچائی اور پاکیزہ اخلاق کو دینے کے ساتھ ساتھ انہیں پوری بنی نوع انسانی کے لیے معلم و مربی قرار دینے کو نبی اکرم ﷺ کا سب سے بڑا حسی معجزہ قرار دیتے ہیں۔[16]

مولانا عبد الحیؒ[17] بھی نعیم صدیقی کی طرح گوناگوں مشکلات کے باوجود دنیا کی امامت کے لیے عظیم قوم کی تیاری کو آپ ﷺ کا عظیم معجزہ قرار دیتے ہیں۔[18]

سفر معراج

اسراء و معراج نبی کریم ﷺ کے عظیم ترین معجزات میں سے ایک اہم معجزہ ہے۔ تحریکی سیرتی ادب میں کے زیادہ تر مصنفین نے اپنی کتب میں اس اہم ترین معجزہ کا ذکر ہی نہیں کیا جب کہ مولانا مودودیؒ اور جناب نعیم صدیقیؒ نے اپنی کتب میں اس معجزے کا ذکر تو کیا ہے لیکن بطور نبی کریم ﷺ کے معجزے کے نہیں بلکہ سیرت نبوی ﷺ کے ایک اہم ترین واقعہ کے طور پر بیان کیا ہے۔ مولانا مودودیؒ سفر معراج کو حضور اکرم ﷺ کی سیرت کا ایک اہم ترین وواقعہ قرار دیتے ہوئے اسے "مرصع تاج کی طرح چمکتا ہوا" کہتے ہیں۔ لکھتے ہیں۔

"مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے کے سب سے اہم واقعہ کو تفصیل کے ساتھ پیش کر دیا جائے جو حضور ﷺ انور کی سیرت پاک پر ایک مرصع تاج کی طرح چمکتا ہوا نظر آتا ہے۔ ایسا تاج جس سے انبیاء سمیت تاریخ انسانی کے کسی فرد کی سیرت بھی مزین نہیں ہوتی ہے۔ یہ ہے واقعہ اسراء و معراج۔ اسراء سے مراد ہے رات کے وقت آپ ﷺ کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) تک لے جانا، جیسا کہ قرآن مجید، سورۃ بنی اسرائیل کے آغاز میں بیان ہوا ہے۔ اور معراج سے مراد ہے آپ کا بیت المقدس سے سدرۃ المنتھی تک پہنچنا جس کی پوری تفصیلات احادیث میں بیان ہوئی ہیں۔ اگرچہ بعض شاذ اقوال یہ بھی ہیں کہ اسراء اور معراج کے واقعات الگ الگ اوقات میں پیش آئے ہیں، لیکن علمائے امت، فقہا، محدثین اور متکلمین کی عظیم اکثریت اس بات پر متفق ہے کہ یہ دونوں واقعات بیک واقعات پیش آئے تھے۔ ایک ہی رات آپ ﷺ کو جسم و روح کے ساتھ بحالت بیداری مسجد

حرام سے بیت المقدس بھی لے جایا گیا اور اسی رات آپ عالم بالا کی انتہائی بلندیوں سے گزرتے ہوئے بارگاہ رب العزت تک بھی پہنچے، اور صبح ہونے سے پہلے مکہ واپس بھی تشریف لے آئے۔"[19]

مولانا مودودیؒ نے سفر معراج کو نہ صرف ایک جسمانی سفر قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ محض روحانی تجربہ نہیں تھا بلکہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو کرایا تھا البتہ اس کی توضیح حسی تمثیل سے کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں:

"اب اگر ایک رات میں ہوائی جہاز کے بغیر مکہ سے بیت المقدس جانا اور آنا اللہ کی قدرت سے ممکن تھا تو آخر ان دوسری تفصیلات ہی کو ناممکن کہہ کر کیوں رد کر دیا جائے۔"[20]

مزید لکھتے ہیں:

"اصل بات جو معراج کے سلسلے میں سمجھ لینی چاہیے وہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام میں سے ہر ایک کو اللہ تعالیٰ نے ان کے منصب کی مناسبت سے ملکوت السموات والارض کا مشاہدہ کرایا ہے اور مادی حجابات بیچ میں سے ہٹا کر آنکھوں سے وہ حقیقتیں دکھائی ہیں جن پر ایمان بالغیب لانے کی دعوت دینے پر وہ مامور کیے گئے تھے، تاکہ ان کا مقام ایک فلسفی کے مقام سے بالکل ممیز ہو جائے۔ فلسفی جو کچھ بھی کہتا ہے قیاس اور گمان سے کہتا ہے۔ وہ خود اگر اپنی حیثیت سے واقف ہو تو کبھی اپنی کسی رائے کی صداقت پر شہادت نہ دے گا۔ مگر انبیاء جو کچھ کہتے ہیں وہ براہ راست علم اور مشاہدے کی بنا پر کہتے ہیں اور وہ خلق کے سامنے یہ شہادت دے سکتے ہیں کہ ہم ان باتوں کو جانتے ہیں اور یہ ہماری آنکھوں دیکھی حقیقتیں ہیں۔"[21]

گویا اس واقعہ نے زمانے کی رفتار کو بدل ڈالا اور تاریخ پر اپنا مستقل اثر چھوڑا ہے۔ اس کی حقیقی اہمیت کیفیت معراج نہیں بلکہ مقصد اور نتیجہ معراج میں ہے۔[22]

مولانا مودودیؒ سفر معراج کو محض مشاہدہ سے بلند قرار دیتے ہوئے نبی کریم ﷺ کو دنیا کے وائسرائے اور گورنر سے تشبیہ دی ہے کہ جیسے اقتدار اعلیٰ اپنے مقرر کردہ حاکم کو کسی اہم موقع پر براہ راست دارالسطنت میں بلا کر کسی کارِ خاص پر مامور کرتا ہے اور اس کے لیے ضروری ہدایات دیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو بھی اسی طرح بارگاہ خداوندی میں طلب کیا گیا تھا، کیوں کہ عنقریب تحریک اسلامی ایک اہم موڑ مڑنے والی تھی، اور اس موقع کی مناسبت سے آپ ﷺ کو خاص ہدایات دینا مطلوب تھا۔[23]

جناب نعیم صدیقی بھی سفر معراج کو طائف اور ہجرت کے درمیان کے وقفے میں سب سے اہم واقعہ[24] قرار دیتے ہوئے اسے "نوید سحر" سے تعبیر کرتے ہوئے بیان کیا ہے:

"طائف کے تجربہ کے بعد گویا حضور ﷺ اس آخری امتحان سے گزر گئے۔ قانون الٰہی کے تحت ناگزیر تھا کہ اب نئے دور کے دروازے کھل جائیں اور طلوع سحر کی بشارت دی جائے۔ یہی بشارت دینے کے لیے حضور ﷺ کو معراج سے سرفراز کیا گیا۔"[25]

نعیم صدیقی بھی مولانا مودودیؒ کی طرح نبی کریم ﷺ کو اللہ کا سفیر قرار دیتے ہوئے یوں رقم طراز ہیں:

”اس نے اپنے سفیر کو اپنے ہاں کا بلند ترین اعزاز دینے کے لیے اسے اپنے دربار میں طلب کیا۔ کائنات اور زندگی کی جن بنیادی سچائیوں کو منوانے کے لیے ایک سپاہی میدان کارزار میں اتر کر چاروں طرف سے وار پہ سہہ رہا تھا، اسے یہ سعادت بخشی گئی کہ ان سچائیوں کا قریب سے مشاہدہ کرے۔ جس میں بین الانسانی تحریک خیر و فلاح کا احیاء یہ آخری داعی کر رہا تھا، اسے سعادت دی گئی کہ وہ اس تحریک کے ایک بڑے دیرینہ مرکز (بیت المقدس) تک جا کر اور پھر وہاں سے عالمِ بالا کو پرواز کر کے اس تحریک کے سابق قائدین خاص سے ملاقی ہو۔“[26]

تحریکی سیرتی ادب میں چوں کہ نبی کریم ﷺ کی مکی زندگی کو ”تحریک“ اور مدنی زندگی کو ”ریاست“ کا دور کہا گیا ہے اس لیے تحریکی ادب سیرت میں سفر معراج سے زیادہ اس کے تاریخی پس منظر پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ مولانا مودودیؒ لکھتے ہیں کہ معراج کا واقعہ تحریک اسلامی کے اس مرحلے میں پیش آیا جب نبی کریم ﷺ کو مکہ میں توحید کی آواز بلند کرتے ہوئے تقریباً بارہ سال ہو چکے تھے۔ آپ ﷺ کے مخالفین آپ ﷺ کا راستہ روکنے کی ساری کوششیں کر چکے تھے۔ اس وقت آپ ﷺ کی آواز عرب کے گوشے گوشے میں پہنچ چکی تھی۔ اب چوں کہ نبی کریم ﷺ کو مکے سے مدینے کی طرف منتقل ہونا تھا اور منتشر مسلمانوں کو کو اکٹھا کر کے ایک ریاست قائم کرنی تھی۔ مزید لکھتے ہیں:

”یہ وہ وقت تھا جب آپ اپنے مشن کی تبلیغ کرتے ہوئے تقریباً بارہ سال گزار چکے تھے۔ حجاز کے اکثر قبائل میں، اور قریب کے ملک حبش میں آپ کی آواز پہنچ چکی تھی۔ اور [عن قریب] آپ کی تحریک ایک مرحلے سے گزر کر دوسرے مرحلے میں قدم رکھنے کو تھی۔ اور [عن قریب] آپ کی تحریک ایک مرحلے سے گزر کر دوسرے مرحلے میں قدم رکھنے کو تھی۔ دوسرے مرحلے سے میری مراد یہ ہے کہ اب وقت آ گیا تھا کہ آپ مکہ کی ناموافق سرزمین کو چھوڑ کر مدینے کی طرف منتقل ہو جائیں جہاں آپ کی کامیابی کے لیے زمین تیار تھی۔ اس دوسرے مرحلے میں آپ کا مشن بہت پھیلنے والا تھا۔ صرف حجاز اور صرف عرب ہی سے نہیں بلکہ گرد و پیش کی دوسری قوموں سے بھی سابقہ پیش آنا تھا، اور اسلام کی تحریک ایک اسٹیٹ میں تبدیل ہونے کو تھی [اسی مناسبت سے معراج کے موقعے پر نازل شدہ سورہ بنی اسرائیل میں] تعلیم اخلاق اور تمدن کے وہ بڑے بڑے [چودہ] اصول بیان کیے گئے ہیں جن پر [آئندہ] زندگی کے نظام کو قائم کرنا، دعوت محمدی ﷺ کے پیش نظر تھا۔۔“[27]

گو کہ ڈاکٹر طاہر القادری سفر معراج کو نبی کریم ﷺ کا ایک عظیم الشان معجزہ قرار دیتے ہیں لیکن باقی تحریکی مصنفین کے ہو بہو اس واقعہ کو اس انداز سے بیان کیا ہے کہ مستقبل میں چوں کہ نبی کریم ﷺ کو ایک ریاست کی سربراہی کرنا تھی اس لیے ”اللہ رب العزت نے صاحب معراج کو سفر معراج میں تمام حکمتوں، پالیسیوں اور فیصلوں سے آگاہ فرما دیا“۔ لکھتے ہیں:

”واقعہ معراج کا شمار حضور ﷺ کے عظیم الشان معجزات میں ہوتا ہے۔ اس معجزہ کے ظہور سے قبل جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا حضور ﷺ مکہ سے ہجرت کا حتمی فیصلہ فرما چکے تھے اہل طائف کے شدید رد عمل کے بعد یہ اور بھی

ضروری ہو گیا تھا کہ تحریک اسلامی کے لئے ایک ایسا مرکز تلاش کیا جائے جہاں حالات سازگار ہوں تاکہ تحریک اسلامی مرحلہ وار اپنے اہداف کے حصول کے لئے اپنے انقلابی سفر کا آغاز کر سکے اس وقت تحریک اسلامی اپنے سفر کے ایک اہم موڑ پر کھڑی تھی، جزیرۃ العرب کے تقریبا ہر قبیلے کو دعوت اسلام دی جا چکی تھی۔ اب ایک فیصلہ کن اقدام کا وقت آچکا تھا۔ اس ساری جدوجہد کو اپنے منطقی انجام تک پہنچانا اور ایک نئے مرکز کا تعین باقی تھا۔ پھر نئے مرکز کے انتخاب کی فکری و اعتقادی سطح پر تیاری کرنا اور ہجرت کے بعد وہاں ایک مثالی ریاست کا قیام اور اسکے استحکام کے سارے مراحل حضور ﷺ کے لئے ایک ہمہ گیر رہنمائی کا مطالبہ کر رہے تھے لہذا باری تعالی نے وسیع سطح پر رہنمائی کی خاطر باری کائنات کو اپنے پاس عرش پر بلایا۔

فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى [النجم 10:53]

ترجمہ: تو جو وحی فرمائی اپنے عبد مقدس کو جو وحی فرمائی۔

اللہ رب العزت نے صاحب معراج کو سفر معراج میں تمام حکمتوں، پالیسیوں اور فیصلوں سے آگاہ فرمادیا۔"[28]

شق القمر (چاند کا دو ٹکڑوں میں تقسیم ہونا)

اسراء و معراج کی طرح نبی کریم ﷺ کے عظیم ترین معجزات میں سے ایک اہم معجزہ شق القمر بھی ہے۔ تحریکی سیرتی ادب کے زیادہ تر مصنفین نے اپنی کتب میں اس اہم ترین معجزہ کا ذکر ہی نہیں کیا صرف مولانا مودودیؒ اور مولانا عبد الحیؒ نے اپنی کتب میں اس کا ذکر کیا ہے۔ مولانا عبد الحیؒ جمہور سیرت نگاروں کی طرح اس کو نبی کریم ﷺ کا ایک عظیم معجزہ تسلیم کرتے ہیں لیکن مولانا مودودیؒ نے اس کو نبی کریم ﷺ کا معجزہ تسلیم کرنے کی بجائے قرب قیامت کی نشانی کے طور پر بیان کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ یہ واقعہ حضور ﷺ کی صداقت کا ایک نمایاں ثبوت ہے اس لیے کہ آپ ﷺ نے قیامت کے آنے کی جو خبریں لوگوں کو دی تھیں یہ واقعہ ان کی تصدیق کرتا ہے۔[29]

نقد

تحریکی سیرتی ادب میں صرف قرآن مجید کو ہی نبی کریم ﷺ کا واحد معجزہ قرار دیا گیا اور باقی "معجزات نبویہ ﷺ" کو غیر طبعی اور غیر مرئی جیسے الفاظ کے تحت بیان کیا گیا ہے۔ بعض محققین نے اس پر سخت نقد کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ اس سیرت ادب پر استشراقی فکر کے اثرات کا نتیجہ ہے چوں کہ اس سے آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کی اہمیت کم ہونے کے ساتھ ساتھ مخالفین کو آپ ﷺ کی ذات پر نقطہ چینی کا جواز مل جاتا ہے۔[30]

علامہ سید سلیمان ندویؒ نے آپ ﷺ کے صاحب معجزہ ہونے کا ثبوت قرآن کریم سے اخذ کیا ہے اور کہا ہے کہ قرآن مجید میں (مشرکین نے) آپ ﷺ کو کاہن اور ساحر کہا ہے اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ

اگر امور غیب کی قبل از وقت آپ ﷺ اطلاع نہ دیتے اور خوارق و معجزات کا صدور آپ ﷺ سے نہ ہوا ہوتا تو کفار آپ ﷺ کو کاہن اور ساحر کے خطابات سے کیوں یاد کرتے تھے۔[31]

اسی طرح سیرت نگاروں کی ایک کثیر تعداد[32] نے شق القمر کو "قرب قیامت کی نشانی" کی بجائے نبی کریم ﷺ کے خاص الخاص معجزہ کے طور پر بیان کیا ہے۔ ان سیرت نگاروں نے اس معجزہ سے متعلق متواتر احادیث جو مختلف طرق سے وارد ہوئی ہیں اور قطعیت اور یقین کا فائدہ دیتیں ہیں کو درج کرنے کے ساتھ ساتھ عصری تحقیقات جو اس معجزے کے وقوع پذیر ہونے پر مہر ثبت کرتی ہیں کو بھی اپنی کتب کی زینت بنایا ہے۔

حاصل بحث

برصغیر کے تحریکی سیرتی ادب میں "معجزات نبویہ ﷺ" کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اس سیرتی ادب میں "معجزات نبویہ ﷺ" کو ایک مختلف تعبیر کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اسلامی تحریکات کے قائدین اور چیدہ چیدہ رہنماؤں نے چوں کہ نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس کو ایک مشن کے حامل کے طور پر بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ جب تک آپ ﷺ کی سیرت کو ایک مشن کے مقصد کے تحت نہیں پڑھیں گے اس وقت تک ہم روحِ دین تک نہیں پہنچ سکتے۔[33] اس لیے اس سیرتی ادب میں "معجزات نبویہ ﷺ" کی بحث کو بھی اسی تناظر سے سمجھنے کی ضرورت ہے۔ ان تحریکات اسلامیہ کا بنیادی مقصد چوں کہ عصر حاضر میں "اسلامی انقلاب" کے لیے اپنے کارکنوں کو عملی جدوجہد کے لیے ابھارنا ہے اس لیے اس ادب سیرت میں نبی کریم ﷺ کے مادی پہلوؤں کو نمایاں کیا گیا تاکہ کارکن اپنے آپ کو عصر حاضر میں اسلامی انقلاب کے لیے تیار کر سکیں۔ بعض تحریکی مصنفین روایتی سیرت نگاروں سے اس بات پر شکوہ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے عظیم انقلاب کو اس طرح بیان کیا جیسے وہ معجزات کے ذریعے ہی قائم ہوا ہو۔ یہاں یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ اس ادب سیرت میں معجزات نبویہ ﷺ کے لیے غیر مرئی اور غیر طبعی جیسے الفاظ تو استعمال کیے گئے ہیں لیکن سرسید احمد خان اور ان کے ہم نواؤں کی طرح "معجزات نبویہ ﷺ" کو قوانین فطرت اور عقل کے خلاف قرار نہیں دیا گیا ہے۔

حواشی وحوالہ جات

1 دیکھیے صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی اور مشکوۃ مصابیح کے متعلقہ ابواب

Sahih Bukhari, Sahih Muslim, Jami-e- Tirmazi, Mishkat

2 فتح اللہ گولن، نور سرمدی، فخر انسانیت، مترجم: محمد اسلام، اسلام آباد: ہارمنی پبلی کیشنز، ج۱، ص۱۵۶

Fethullah Gulen, Noor Sarmadi, Fakhr-e-insaniyat , Mutarjim: Muhammad Islam, Islamabad, Harmony Publications, V 1, p. 156

3 نعیم صدیقی، محسن انسانیت ﷺ، لاہور: الفیصل ناشران و تاجرانِ کتب، جون 2017ء، ص ۶۵

Naeem Siddiqui, Mohsen-e- Insaniyat (PBUH), Lahore: Al-Faisal Nashiran wa Tajirane Kutub, June 2017, p. 65

4 ایضاً، ص ۲۹

Ibid, p. 29

5 ڈاکٹر اسرار احمد، منہج انقلاب نبوی ﷺ، سیرت النبی ﷺ کا اجمالی مطالعہ، فلسفہ انقلاب کے نقطہ نظر سے، مرتبہ: شیخ جمیل الرحمن، لاہور: مکتبہ خدام القرآن، 2017ء، ص ۱۳۲۔۱۳۳

Dr. Israr Ahmad, Manhaj-e- Inqlab-e-Nabawi (SAW), Seerat-ul-Nabi (SAW) ka Ijmali Mutalah, Falsfa-e- Inqlab ky Nuqta-e-Nazar sy, Martaba: Sheikh Jameel-ul-Rahman, Lahore: Maktaba Khuddam-ul-Quran,2017,p.132-133

6 ڈاکٹر اسرار احمد، سیرت خیر الانام علیہ الصلاۃ والسلام (سیرت النبی ﷺ پر فکر انگیز خطابات کا مجموعہ)، لاہور: مکتبہ خدام القرآن، ۲۰۱۷ء، ص ۱۴۱

Dr. Israr Ahmad, Seerat Khair-ul-Anaam (Seerat-ul-Nabi SAW par fikar angaiz Khatabat ka majmoa), Lahore: Maktaba Khuddam-ul-Quran, 2017,p. 141

7 ڈاکٹر اسرار احمد، منہج انقلاب نبوی ﷺ، سیرت النبی ﷺ کا اجمالی مطالعہ، فلسفہ انقلاب کے نقطہ نظر سے، ص ۱۳۳

Dr. Israr Ahmad, Manhaj-e- Inqlab-e-Nabawi (SAW), Seerat-ul-Nabi (SAW) ka Ijmali Mutalah, Falsfa-e- Inqlab ky Nuqta-e-Nazar sy, p. 133

8 الانعام 35:6

Al- Anaam 6: 35

9 مودودی، ابو الاعلیٰ، سید، سیرت سرور عالم ﷺ، مرتبین: نعیم صدیقی، عبد الوکیل علوی، لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، ۱۹۹۹ء، جلد اول، ص ۳۹۸

Maududi, Abul-Ala, Syed, Seerat-e- Sarwar-e- Alam (SAW), Muratebeen: Naeem Siddiqui, Abdul Wakil Alvi, Lahore: Idara Tarjman-ul-Quran, 1999, Vol. 1, p. 398

10 سید اسعد گیلانی، رسول اکرم ﷺ کی حکمتِ انقلاب، لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، اپریل 2018ء، ص ۵۳۳۔۵۳۴

Syed Asad Geelani, Rasool-e-Akram (SAW) ki Hikmat-e- Inqlab, Lahore: Idara Tarjman-ul-Quran, April 2018, p. 533-534

11 ڈاکٹر اسرار احمد، سیرت خیر الانام علیہ الصلاۃ والسلام (سیرت النبی ﷺ پر فکر انگیز خطابات کا مجموعہ)، ص ۱۴۳۔۱۴۴

Dr. Israr Ahmad, Seerat Khair-ul-Anaam (Seerat-ul-Nabi SAW par fikar angaiz Khatabat ka majmoa), p. 143-144

12 مودودی، ابو الاعلیٰ، سید، سیرت سرور عالم ﷺ، ج 1، ص ۴۰۰

Maududi, Abul-Ala, Syed, Seerat-e- Sarwar-e- Alam (SAW), Vol. 1, p. 400

13 ڈاکٹر اسرار احمد، سیرت خیر الانام علیہ الصلاۃ والسلام (سیرت النبی ﷺ پر فکر انگیز خطابات کا مجموعہ)، ص ۱۴۳

Dr. Israr Ahmad, Seerat Khair-ul-Anaam (Seerat-ul-Nabi SAW par fikar angaiz Khatabat ka majmoa), p. 143

14 سید اسعد گیلانی، رسول اکرم ﷺ کی حکمتِ انقلاب، ص ۶۲

Syed Asad Geelani, Rasool-e-Akram (SAW) ki Hikmat-e- Inqlab,p. 62

15 ڈاکٹر اسرار احمد، منہج انقلاب نبوی ﷺ، سیرت النبی ﷺ کا اجمالی مطالعہ، فلسفہ انقلاب کے نقطہ نظر سے، ص ۹۰

Dr. Israr Ahmad, Manhaj-e- Inqlab-e-Nabawi (SAW), Seerat-ul-Nabi (SAW) ka Ijmali Mutalah, Falsfa-e- Inqlab ky Nuqta-e-Nazar sy, p. 90

16 نعیم صدیقی، محسن انسانیت ﷺ، ص ۴۸۸

Naeem Siddiqui, Mohsen-e- Insaniyat (PBUH), p. 488

17 مولانا عبد الحیؒ نے یہ کتاب 1953-1954 میں ڈسٹرکٹ جیل رائے بریلی انڈیا میں نظر بندی کے دوران لکھی تھی۔ مولانا جماعت اسلامی ہند میں اہم عہدوں پر متمکن رہے۔ برصغیر کے تحریکی سیرتی ادب میں ان کی کتاب "حیات طیبہ ﷺ" کو ابتدائی کتب میں شمار کیا جاتا ہے۔

18 عبد الحیؒ، مولانا، حیات طیبہ ﷺ، لاہو: اسلامک پبلی کیشنز لمیٹڈ، اگست ۲۰۱۶، ص 18

Abdul Hayee, Moulana, Hayat-e-Tayyaba (SAW), Lahore: Islamic Publications Limited, August 2016, p. 18

19 مودودی، ابو الاعلیٰ، سید، سیرت سرور عالم ﷺ، ج ۲، ص ۶۴۳

Maududi, Abul-Ala, Syed, Seerat-e- Sarwar-e- Alam (SAW), Vol. 2, p. 643

20 ایضاً، ص ۶۴۶

Ibid, p. 646

21 ایضاً، ۶۴۷

Ibid, p. 647

22 ایضاً، ص ۶۴۹-۶۵۰

Ibid, p. 649-650

23 ایضاً

Ibid

24 نعیم صدیقی، محسن انسانیت ﷺ، ص ۲۱۴

Naeem Siddiqui, Mohsen-e- Insaniyat (PBUH), p. 214

25 ایضاً، ص ۲۱۳

Ibid, p. 213

26 ایضاً، ص ۲۱۴

Ibid, p. 214

27 مودودی، ابو الاعلیٰ، سید، سیرت سرور عالم ﷺ، ج ۳، ص ۳۶

Maududi, Abul-Ala, Syed, Seerat-e- Sarwar-e- Alam (SAW), Vol. 3, p. 36

28 طاہر القادری، محمد، پروفیسر، ڈاکٹر، سیرۃ الرسول ﷺ، لاہور: منہاج القرآن پبلی کیشنز، فروری 2009ء، جلد ۵، ص ۴۲۴-۴۲۵

Tahir-ul-Qadri, Muhammad, Prof, Dr, Seerat-ur- Rasool SAW, Lahore: Minhaj-ul-Quran Publications, February2009, Vol. 5 , p. 424-425

[29] مودودی، سید ابوالاعلیٰ، سیرت سرور عالم ﷺ، ج ۱، ص ۴۰۵

Maududi, Abul-Ala, Syed, Seerat-e- Sarwar-e- Alam (SAW),Vol. 1, p. 405

[30] عارف عمری، اسلام اور مستشرقین، اعظم گڑھ: دارالمصنفین، ۲۰۰۶ء، ج ۷، ص ۲۲۳

Arif Umari, Islam aur Mustahreqeen, Azam Garh: Dar-ul-Musaneefeen,2006, Vol. 7, p. 223

[31] سید سلیمان ندوی، سیرۃ النبی ﷺ، اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، س۔ن، ج ۳، ص ۲۸۱

Syed Sulaiman Nadvi, Seerat-ul-Nabi SAW, Islamabad: National Book Foundation, Vol. 3, p. 281

[32] منصور پوری، محمد سلیمان، قاضی، رحمۃ للعالمین، لاہور: مکتبہ اسلامیہ، جون 2008ء، ج ۳، ص ۲۰۰۔۲۰۵۔

کاندھلوی، محمد ادریس، مولانا، سیرتِ مصطفیٰ ﷺ، کراچی: کتب خانہ مظہری، ج ۱، ص ۷۳۔۸۰۔

البوطی، سعید رمضان، فقہ السیرۃ ودروس السیرۃ، مترجم: رضی الاسلام ندوی، ڈاکٹر، لاہور: نشریات، 2007ء، ص ۹۰۔۹۱

Mansurpuri, Muhammad Sulaiman, Qazi, Rahmatullil Alameen, Lahore: Maktaba Islamia, June 2008, Vol. 3, p. 200-205
Kahandalvi, Muhammad Idrees, Moulana, Seerat-e-Mustafa (SAW), Karachi: Kutab Khana Mazhari, Vol. 1, p. 73-80.
Al-buti, Saeed Ramzan, Fiqh-us-Seerah wa Daroosus Seerah, Mutarjim: Razi-ul-Islam Nadvi, Dr, Lahore: Nashriyat, 2007, p. 90-91

[33] مودودی، سید ابوالاعلیٰ، سیرت سرور عالم ﷺ، ج ۱، ص ۴۰

Maududi, Abul-Ala, Syed, Seerat-e- Sarwar-e- Alam (SAW),Vol. 1, p. 40